Shamsul Arfin,Guest Faculty (URDU)
Raja Singh College,Siwan
B.A part 1 & 2 (H),Paper 1
Part 1 (S)

افسانے کا ارتقاء

مختصر افسانے کا فن انیسویں صدی کے وسط میں مغرب میں پروان چڑھنے لگا۔مختصر افسانہ مغرب کی پیداوارہے۔وہاں پنپنےکے بعد ہی یہ ہمارے ملک میں درآمد کیا گیا۔اردو ادب نے اس صنف کو انگریزی ادب سے ہی اختیار کیا ہے۔ انیسویں صدی کے آغاز میں امریکہ کے ایک مصنف واشنگٹن اروِن نے"اسکیچ بک" لکھ کر اس صنف کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد نیتھنل ہاتھارن کے ہاتھوں اس نے فروغ پایا۔ایڈگر ایلن پو افسانے کی تاریخ میں تیسرا اہم نام ہے ۔امریکا ،روس ،انگلستان اورفرانس میں بڑے بڑے افسانہ نگار پیدا ہوئے۔ان میں ڈکنس، اسٹونسن،اناطول فرانس،مارسل پروست، گورکی، چیخوف،موپاساں نے اس صنف کی ترقی میں اہم رول ادا کیا۔

بیسویں صدی سے پہلے ہمارے ادبمیں مختصر افسانے کا وجود نہیں تھا اگر اردو ادب کے سرمائے کا ہم بغور مطالعہ کریں تو پائیں گے کہ پریم چند سے پہلے اس صنف پر باضابطہ طور سے کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔ پریم چند ہی وہ پہلے افسانہ نگار ہیں جنھوں نے اردو افسانے کی بنیادڈالی۔ انہوں نے دیہات اور وہاں زندگی بسرکررہے مجبور اور بے بس لوگوں کے مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ۔ حقیقت نگاری کو سیدھی سادی زبان میں پیش کیا۔تقریبا اسی زمانے میں نیاز فتح پوری،سلطان حیدر جوش، اور مجنوں گورکھپوری نے بھی اس صنف پر طبع آزمائی کی۔ مگر ان کے افسانوں کا موضوع رومان تھا۔رومانی افسانوں کا دور زیادہ دنوں تک نہیں رہا۔ دنیا میں روزانہ تبدیلیاں ہو رہی تھی۔1936 عیسوی میں ترقی پسند تحریک کا باقاعدہ آغاز ہوچکا تھا۔ اسی زمانے میں افسانوں کا ایک مجموعہ "انگارے" شائع ہوا۔ "انگارے" کےافسانہ نگاروں نے ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا جو ابھی تک ادب کے دائرے سے باہر تھے۔یہ فنکار حقیقت نگار تھےاورسماج میں تبدیلی چاہتےتھے۔ غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کی زندگی میں بہار دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ سب کو برابر کا درجہ دینا چاہتے تھے۔ حکومت کو یہ تبدیلی پسند نہیں آئی اور کتاب ضبط کر لی گئی۔

اردو میں افسانہ پڑھنےاور لکھنے کا شوق عام ہوا۔کرشن چندر, راجندر سنگھ بیدی سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی،احمد ندیم قاسمی، ممتازمفتی،حسن عسکری وغیرہ نے افسانے لکھے۔اپنے افسانوں کے ذریعے عوام کی اصلاح کی اور نیا جوش پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ۔ان کے بعد افسانہ نگاروں کی دوسری نسل نے میدان میں قدم رکھا ان میں قرۃالعین حیدر،انتظار حسین،خدیجہ مستوروغیرہ نے بہت شہرت پائی۔ کرشن چندر نے اپنے افسانوں میں ترقی پسند خیالات اوراشتراکیت کوفروغ دیا۔ بیدی کے یہاں نفسیاتی موضوع کے

افسانے ملتے ہیں۔ منٹو اور عصمت کے یہاں دو ٹوک حقیقت نگاری کے افسانے ملتے ہیں۔

1947 میں ملک ہندوستان آزاد ہوا بلکہ اس طرح آزاد ہوا کہ ایک ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ ایک خوبصورت سونے کی چڑیا دو ٹکڑے ہوگئی۔ خوبصورت پنکھیں سرحدوں کے دونوں طرف کی خونی فسادات میں ادھر ادھر بکھرنے لگیں۔ کتنی جانیں گئیں۔ کتنے بے گناہ قتل ہوگئے۔ معصوم بچے یتیم ہو گئے۔معصوم عورتیں اور بچے بے گھر ہوگئے ۔اس حادثے نے افسانہ نگاروں کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔اسی حادثے کی آگ میں جلتے ہوئے کرشن چندر نے ایک افسانہ "ہم وحشی ہیں" لکھا۔ حیات اللہ انصاری نے "شکستہ کنگورے" منٹو نے" ٹوبہ ٹیک سنگھ" عصمت نے "جڑیں" انتظار حسین نے "اجودھیا"اور قرۃالعین حیدر نے "جلا وطن"جیسے افسانے لکھیں۔ ان افسانوں نے عوام کے دل و دماغ کے دریچوں کو کھولا۔

ان حالات نے افسانہ نگار کو باہر کی دنیا سے بیزارکردیا۔تقسیم وطن کے بعد جن افسانہ نگاروں نے شہرت پائی ان میں قاضی عبدالستار، غیاث احمد گدی، جوگندرپال وغیرہ نے شہرت پائی۔ افسانہ نگاروں کی دوڑ میں خواتین بھی پیچھے نہیں رہیں۔ رشید جہاں،خدیجہ مستور، قرۃالعین حیدر، ہاجرہ مسرور، جیلانی بانو نے بھی اس پر طبع آزمائی کی۔ مسلم گھرانوں کے متوسط طبقے کے مسائل کو دوٹوک بیان کیا۔ کچھ ایسے بھی افسانہ نگار منظر عام پر آئیں انہوں نے ہنستے ہنستے اپنی باتوں کو اپنے افسانوں میں پیش کردیا جس میں طنز چھپا ہوا تھا۔یعنی مزاح کے ساتھ طنز کا تیر بھی چلا دیا۔ویسے افسانہ نگاروں میں شوکت تھانوی،عظیم بیگ چغتائی اور کنہیا لال کپور وغیرہ اہم ہیں۔جوگندر پال خواجہ احمد عباس وغیرہ ایسے افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اپنے افسانوں کے ذریعے سماج اور معاشرے کی درستگی کا کام کیا۔تقسیم وطن کے بعد قمر احسن، احمد یوسف، رتن سنگھ، انور سجاد، مرزا حامد بیگ وغیرہ نے شہرت پائی۔